۲۱ شعبان ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں حضراتِ مفتیانِ کرام درج ذیل مسئلے کے بارے میں جو کہ دوکان داروں کے درمیان مال فرخت کرنے کے ایک ایسے طریقے پر مشتمل ہے جسکے بارے میں بعض علماء کرام جواز کا اور بعض عدم جواز کا حکم صادر فرماتے ہیں، ازراہِ کرم مدلل جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔ نوازش ہوگی

وہ طریقہ یہ ہے کہ مارکیٹ میں ایک دوکان دار کے پاس گاہک آتا ہے اور اس سے کوئی چیز طلب کرتا ہے جو اسکے پاس موجود نہیں ہوتی دوکاندار گاہک کو اپنی دوکان پر بٹھا کر مارکیٹ کی کسی دوسری دوکان سے وہ چیز وصول کرتا ہے (بغیر کسی بیع وشراء کے صرف قیمت معلوم کر کے لیتا ہے اور بسا اوقات وہ بھی معلوم نہیں کرتا) اور وہ چیز اگاہک کو فروخت کر دیتا ہے، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس دوکان دار نے یہ چیز اس گاہک کو مثلاً سو روپے کی فروخت کی اور اس اصل مالک کو یہ دوکان دار ۷۵ روپے دیتا ہے تو آیا ۲۵ روپے اپنے پاس رکھتا ہے کیا اسکے لئے یہ جائز ہے؟ اور اس طرح بغیر بیع وشراء کے ایک دوسرے کی چیز اس طرح فروخت کرنا جائز ہے؟

المستفتی: حاجی محمد یوسف میر پور خاص

الجواب حامداومصلیا

سوال میں جو واقعہ درج ہے کہ "گاہک دوکان دار کے پاس آتا ہے اور کوئی چیز طلب کرتا ہے، تو دوکاندار اپنے پاس وہ چیز نہ ہونیکی صورت میں کسی دوسرے دوکاندار سے لیکر گاہک کو دیتا ہے"۔ اس واقعہ کی عملی یا فقہی طور پر کئی صورتیں بنتی ہیں۔

۱- ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ دوکاندار نے وہ چیز گاہک کے لئے دوسرے دوکاندار سے لی اور گاہک کے حوالے کر دی،

۲- دوسری صورت یہ ہے کہ وہ چیز گاہک کیلئے نہیں بلکہ اپنے لئے خریدی ہے تو اس میں مختلف معاملے ہو سکتے ہیں،

(الف) ایک یہ کہ اسوقت دوکاندار نے دوسرے دوکاندار سے وہ چیز باقاعدہ قیمت طے کر کے اپنے لیے خرید لی ہو۔

۲۱/۸ ۲۲ھ ۱۱/۸ ۲۰۰۱ حاجی محمد یوسف میر پور خاص ۵۰۶

(ب) دوسری یہ کہ باقاعدہ زبانی کچھ نہ طے کیا ہو مگر اسے قیمت معلوم ہو، اور اس طرح معاملہ ان کے درمیان ہوتا رہتا ہو۔

۳- تیسری صورت یہ ہے دوکاندار اوّل نے پہلے وہ چیز گاہک کو باقاعدہ فروخت کردی ہو مگر قبضہ نہیں دیا اور اسکے بعد جاکر دوسرے دوکاندار سے لیکر گاہک کو فراہم کی۔

ان میں سے ہر صورت کا حکم مختلف ہے۔

۱- پہلی صورت میں جبکہ دوکاندار نے وہ چیز گاہک کے لئے لی ہو تو وہ چیز جتنے کی خریدی ہو اتنی قیمت پر گاہک کو دینا

ضروری ہے، اس صورت میں منافع کے ساتھ دینا جائز نہیں، کیونکہ یہ صورت وکالت کی ہے گویا پہلا دوکاندار گاہک کا وکیل ہے، اصل خریدنے والا خود گاہک ہے، اور وکیل امین ہوتا ہے، لہذا وکیل یعنی پہلے دوکاندار کے لئے بیچ میں کوئی رقم رکھنا جائز نہیں۔

۲ (الف) دوسری صورت میں جب قیمت طے کی گئی ہو اور باقاعدہ بیع کا معاملہ کرکے پہلے دوکاندار نے دوسرے دوکاندار سے خرید کر پھر گاہک کو دی ہو تو شرعاً یہ صورت جائز ہے، کیونکہ دوکاندار اول اس خرید کے نتیجے میں اس چیز کا مالک ہوگیا اور پھر اس چیز کو گاہک کے ہاتھ منافع کے ساتھ فروخت کرنا درست ہے،

(ب) اس صورت میں جب قیمت بھی معلوم نہ ہو اور طے بھی نہ کی گئی ہو بلکہ پہلا دوکاندار دوسرے دوکاندار سے وہ چیز لاکر اپنے گاہک کو فروخت کردے تو اگر مارکیٹ میں اصولی طور پر قیمت اور کمیشن کا (اسطرح) معمول ہو تو یہ صورت بھی بیع استجرار میں داخل ہوکر جائز ہوگی،

لیکن اگر ایسی صورت ہو کہ قیمت کے بارے کوئی منضبط معیار معلوم نہ ہو کہ جس سے بعد میں قیمت کے تعین میں فریقین کے درمیان نزاع کا خدشہ ہو تو یہ صورت جائز نہ ہوگی، کیونکہ چیز لیتے وقت یقیناً ثمن مجہول رہا، لہذا جہالت ثمن کی وجہ سے بیع درست نہ ہوگی۔

البتہ اگر (بعد میں) فریقین کے درمیان تصفیہ ہوجاتا ہے تو اس صورت میں بھی (بیع) درست ہوجائے گی۔ جیسے کہ خلاصہ کے عنوان سے عبارت میں اسکی تصریح ہے۔

قال شيخنا العثماني حفظه الله تعالى : والذى يظهرلى بعد مراجعة كلام الفقهاء وأدلتهم فى هذاالموضوع أن الأشياء على قسمين :
قسم تتفاوت أسعاره بتفاوت الآحاد ، ولايمكن تحديد سعرها بمعيار منضبط معلوم ،فمن التجار من يبيعه بعشرة مثلا ، ومنهم من يبيعه بأقل أو اكثر . فالذين ذهبوا الى حرمة البيع بسعر السوق

Scanned by CamScanner

–انـمـا أروادو االـمـنـع فی مثل هذا القسم من المبيعات ،لان سعر السوق اذا لـم يـكـن مـعـلـومـا لـلـمـتـبـايعين فی مثل هذه الأشياء –اصـطـلاح غير مستقر ، فيبقى الثمن مجهولا بجهالة تفضى الى النزاع .(بحوث ص ٦٠)

فی بحوث قضايا فقهيه معاصره (ص ٥٨)واما الحنفية :فقد أفتى المتأخرون منهم بجو از الاستجرار ، ولو لم يذكر الثمن عند أخذ

الثمن عند أخذ الحاجات من البيا ع ، وجاء فی الدر المختار ما يستجر ه الانسان من البيا ع اذا حاسبه على أثما نها بعد استهلاكها جاز استحسانا.

الخلاصة :

فخلاصة ماتحقق من حكم الاستجرار بثمن مؤخر مايلی :

١ ان كـان البـائـع بين ثمن البضاعة المأخوذة كل مايأخذ منه الـمشترى ، فالبيع ينعقد صحيحا عند كل أخذ ، وهذاباجماع من يـقـول بـجواز التعاطى . وتقع تصفية الحساب بعد أخذ مجموعة من المبيعات .

٢ ان كـان البـائـع لايبيـن ثـمن البضاعة عند كل أخذ، ولكن الـمـتـبـايـعيـن تـفـاهـما بأن الأخذ يكون على سعر السوق ، وسعر الـسـوق مـنـضـبـط بـمـعـيـار معلوم لايقع الاختلاف فی تحديد ه ، فالصحيح أن البيع يبعقد كل أخذ .

٣ ان كان الثمن مجهولا وقت الأخذ ، أو اتفق الفريقان على أنـه يـقـع عـلـى أسـاس سـعـر السوق ، ولكن سعر السوق متفاوت تـفـاوتـا فـاحـشـا ، بـحيـث يقع الاختلاف فی تحديد ه ، فان البيع لايصح عند الأخذ ، وانما يقع عند تصفية الحساب ، ولكنه يسند حـنـئـذ الـى وقـت الأخذ ،فيثبت الملک لآخذ من وقت الأخذ ، تحل تصرفاته من ذالک الحين

Scanned by CamScanner

صفحہ نمبر

رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دارالعلوم کراچی

تبویب	مضمون سوال وجواب ص ۲۱	نام و پتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی
	۳- تیسری صورت بیع قبل القبض کی ہے، لہذا جائز نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔والله سبحانه وتعالى اعلم محمد افتخار بیگ دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴۲۲/۸/۱۹ھ الجواب صحیح احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ محمود اشرف عثمانی دارالافتاء دارالعلوم کراچی		

Scanned by CamScanner